امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیات کے آئینے میں

از: محمد عبد الماجد قادری، حیدر آبادی

نام ونسب:

عبد الرحمن بن کمال ابو بکر بن محمد بن سابق الدین بن فخر عثمان بن ناظر الدین محمد بن سیف الدین خضر بن نجم الدین ابو صلاح ایوب بن ناصر الدین محمد بن شیخ ہمام الدین خضیری اسیوطی

کنیت: ابو الفضل ہے، کتابوں میں آپ کی ایک دوسری کنیت "ابن الکتب" کا بھی تذکرہ ملتا ہے، اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے والد گرامی نے آپ کی والدہ محترمہ سے ایک کتاب منگائی، والدہ کتاب لینے کے لیے لائبریری پہنچیں تو اچانک وہیں پر درد زہ شروع ہو گیا اور آپ کی ولادت ہو گئی اسی وجہ سے آپ کی کنیت "ابن الکتب" رکھ دی گئی۔

لقب: جلال الدین

مذہب: شافعی

جاے ولادت: اسیوط [یہ قاہرہ، مصر کا ایک علاقہ ہے، اسی کی مناسبت سے آپ کو سیوطی کہا جاتا ہے]

ولادت:

آپ اپنی ولادت کے سلسلے میں خود فرماتے ہیں:

كان مولدى بعد المغرب ليلة الأحد مستهل رجب سنة تسع و أربعين في ثمان مائة ـ [حسن المحاضرة]

میری ولادت، ماہ رجب کے آغاز میں ۸۴۹ھ ہفتہ کے دن مغرب کے بعد ہوئی۔

خاندانی حالات:

آپ کے جد اعلیٰ ہمام الدین بلند پایہ کے بزرگ، اہل حقیقت و مشائخ طریقت سے تھے اور آپ کے باقی آبا و اجداد وجاہت و ریاست کے مالک تھے، ان میں کچھ حضرات، شہروں کے حاکم گزرے اور کچھ حضرات، اس وقت کے حاکم کے خاص مشیر تھے اور ایک دادا تو وقت کے بہت بڑے تاجر گزرے، انھوں نے اسیوط میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا اور اس کے لیے کافی جائداد وقف کر دیا تھا۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ:

اس طرح میرے آبا و اجداد اچھے خاصے صاحب وجاہت و ریاست گزرے ہیں لیکن میں، ان میں اپنے والد گرامی کے علاوہ کسی کو نہیں جانتا جنھوں نے علم دین کی خدمت کا حق ادا کیا ہو۔

نشو و نما:

آپ اپنے والد گرامی کے زیر سایہ، دینی و علمی ماحول میں پروان چڑھے، اس ماحول نے آپ کی شخصیت کو سنوارنے میں غیر معمولی کردار ادا کیا، آپ کے والد گرامی، آپ کو بچپن

ہی سے دینی و علمی حلقوں اور جلسوں میں لے جاتے، جس کا اثر یہ ہوا کہ آپ بچپن ہی سے علوم اسلامیہ کی جانب مائل ہو گئے۔

تعلیم:

آپ کی زندگی کا علمی سفر ۸۶۴ھ سے شروع ہوتا ہے، آپ ایک دین دار، باعزت اور ملت شناس گھرانے سے تھے، ذہانت و ذکاوت اور فہم و فراست جیسی عظیم خوبیوں کے جامع اور حفظ و ضبط کی صلاحیت سے آراستہ تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے نو عمری ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا، آپ اپنی تعلیم کے حوالے سے خود فرماتے ہیں:

میری علمی نشو و نما یتیمی کی حالت میں ہوئی، میں نے آٹھ سال کی کم عمر ہی میں قرآن مجید کو حفظ کر لیا، پھر عمدہ، منہاج الفقہ والاصول اور الفیہ بن مالک جیسی کتابوں کو بھی یاد کر لیا۔

یتیمی اور عسرت کے باوجود، آپ کامل توجہ اور خلوص و للّٰہیت کے ساتھ طلب علم میں مشغول رہے، اس درمیان آپ نے عظیم مصائب و آلام کا سامنا بھی کیا، لیکن پائے ثبات میں لغزش تک نہیں آئی، آپ کے اساتذہ، آپ کی ذہانت و ذکاوت، فہم و فراست اور ضبط علم کو دیکھ کر ششدر رہ جاتے، وہ آپ کی علمی بلندی کے معترف تھے، آپ کی رائے پر آنکھ بند کر کے بھروسہ کرتے۔

حصول علم کے لیے سفر:

آپ نے حصول علم کے لیے جن بلاد اسلامیہ کا سفر کیا ان میں محلہ، دمیاط، شام، حجاز، یمن، ہندوستان اور مغرب خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

شیوخ:

آپ نے ان شیوخ و اساتذہ کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا جو علم و فضل کے مینار اور حکمت و معرفت کے سرچشمہ تھے، چناں چہ آپ نے علم فقہ و نحو کو کثیر مشائخ کرام سے حاصل کیا، اور علم فرائض کی تحصیل، ماہر علم فرائض شیخ شہاب الدین شار مساحی سے کی، پھر شیخ الاسلام بلقینی سے ان کی حیات تک علم فقہ حاصل کیا، ان کے بعد ان کے صاحب زادے شیخ علم الدین بلقینی کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا، پھر علامہ محی الدین کافیاجی کی خدمت میں ۱۴ر سال تک رہ کر زیور علم سے آراستہ ہوئے، ان سے آپ نے علم تفسیر، اصول، علوم عربیہ اور معانی کی تعلیم حاصل کی اور سند و اجازت سے بھی نوازے گئے، حدیث کا علم آپ نے تقی الدین شمنی سے حاصل کیا۔

تلامذہ:

آپ نے اپنی زندگی کا طویل حصہ درس و تدریس اور تعلیم و تربیت میں گزارا، آپ کی بافیض درس گاہ، علمی تشنگی بجھانے والوں کے لیے مرکز و منبع بنی ہوئی تھی، بے شمار طالبان علوم نبوت نے آپ کے علم و فضل اور حکمت و معرفت کے سمندر میں غوطہ لگایا اور اپنے وقت کے آفتاب بن کر چمکے، محدث حافظ شمس الدین محمد بن علی بن احمد بن داؤد مصری، شافعی آپ ہی کی بار گاہ کے فیض یافتہ ہیں۔

علمی مقام:

اردو ادب کا ایک معروف مقولہ ہے: جیسی کرنی ویسی بھرنی، کچھ ایسا ہی معاملہ آپ کے ساتھ بھی ہوا، آپ نے طلب علم کی راہ میں پیش آنے والی ہر مشقت کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کیا، اس کا بہتر صلہ بھی آپ کو ملا کہ اللہ رب العزت نے آپ کو علم و فضل میں یکتاے روزگار بنادیا، آپ کی بلند پایہ شخصیت کا اعتراف، عالم اسلام کے بڑے بڑے علماے کبار نے کیا ہے، آپ کی کتابوں کو سند و حوالہ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، آپ اپنے علمی مقام کے متعلق خود فرماتے ہیں:

اللہ رب العزت نے مجھے سات علوم میں تبحر عطا کیا ہے، وہ سات علوم یہ ہیں:
تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع۔

مزید فرماتے ہیں:

نیز مجھے ان علوم میں جو رسوخ و مرتبہ ملا ہے وہ میرے مشائخ میں کسی کو نہیں ملا ہے، البتہ علم فقہ کے بارے میں میرا دعویٰ نہیں؛ کیوں کہ میرے شیخ اس میں مجھ سے زیادہ وسیع النظر تھے۔

مذکورہ علوم کے علاوہ اصول فقہ، علم جدل، تعریف، انشا، فرائض، علم قراءت اور علم طب وغیرہ کو آپ نے کسی استاد کے پاس نہیں پڑھا۔

مزید فرماتے ہیں:

اگر میں چاہوں کہ ہر ایک مسئلہ پر ایک مستقل کتاب لکھوں اور اس میں مسئلہ کے انواع متفرقہ کو ادلۂ عقلیہ ونقلیہ وقیاسیہ اور ماخذ ومصادر واعتراض وجواب اور مذاہب کے مابین اختلاف کے ساتھ لکھوں تو اللہ رب العزت کے فضل واحسان سے، میں اس پر بھی قدرت رکھتا ہوں۔

فن حدیث میں آپ کا مقام:

آپ فرماتے ہیں:

جب مجھے حج بیت اللہ کی سعادت ملی تو آب زم زم پیتے وقت، میں نے یہ دعا کی کہ:

مجھے فن فقہ میں شیخ سراج الدین بلقینی اور فن حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی جیسا مرتبہ حاصل ہو۔

باری تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمائی، اور آپ کو ویسا ہی مرتبہ عطا فرمایا، آپ کی تصانیف، اس پر خود شاہد ہیں۔

آپ کی ایک معروف تالیف "الخصائص الکبریٰ" ہے، جو آقا کریم ﷺ کی سیرت پر لکھی جانے والی جملہ کتابوں میں، سب سے بہتر اور اپنی مثال آپ ہے، یہ دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، اس کی تصنیف میں، آپ نے سخت جاں فشانی کی، آپ خود فرماتے ہیں:

میں نے اس کتاب کی تالیف میں، بارہ سال کا ایک طویل عرصہ صرف کیا، اس کے مقدمہ میں آپ فرماتے ہیں:

معجزات کے متعلق، ایسی کوئی حدیث نہیں جو اس میں نہ ہو، ہر نا معلوم و نامانوس حدیث کو بھی، میں نے اس میں نقل کیا ہے۔

اس سے، فن حدیث میں مہارت تامہ کے ساتھ، آپ کی قوت حفظ و ضبط کا اندازہ ہوتا ہے، اور یہ اسی دعا کا ثمرہ ہے جو آپ نے زم زم شریف پیتے وقت کی تھی۔

اللہ رب العزت نے آپ کو، علم حدیث میں، وہ کمال عطا فرمایا کہ آپ کے زمانے میں، آپ جیسا عظیم شان والا کوئی محدث نظر نہیں آتا، اس کا اظہار، ایک مقام پر آپ خود فرماتے ہیں:

"ليس على وجه الأرض من مشرقها إلى مغربها أعلم بالحديث والعربية مني إلا أن يكون الخضر أو القطب أو الاولياء"

مشرق سے لے کر مغرب تک، تمام روے زمین پر کوئی شخص، فن حدیث و عربی علوم میں، مجھ سے زیادہ علم نہیں رکھتا، سوائے خضر، قطب اور اولیا کے۔

آپ کا یہ دعویٰ، تحدیث نعمت اور بیان واقعہ کے طور پر تھا؛ کیوں کہ اس وقت کے علماے ربانیین نے، آپ کو علم حدیث و عربی علوم میں، عبقری اور امتیازی شخصیت تسلیم کیا تھا۔

مزید فرماتے ہیں:

مجھے دو لاکھ احادیث کریمہ یاد ہیں، اگر ان سے زیادہ ملتیں تو انھیں بھی یاد کر لیتا۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

میں نے حصول علم کے ابتدائی ایام میں، فن منطق کا کچھ حصہ پڑھا تھا، لیکن اللہ رب العزت نے میرے دل میں، اس کی بیزاری ڈال دی اور میں نے سنا کہ ابن الصلاح نے بھی منطق کی حرمت کا فتویٰ صادر کیا تھا، تو میں نے اسے بالکل چھوڑ ہی دیا، پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے بدلے، "علم حدیث" کی عظیم دولت سے سرفراز فرمایا۔

تدریس:

زیور علم و فضل سے آراستہ ہونے کے دوران ہی، ۸٦٦ھ میں آپ کو عربی علوم کی تدریس کی اجازت ملی اور اسی سال سے آپ نے تصنیف و تالیف کا بھی آغاز فرمایا۔

افتا:

آپ نے ۸۷۱ھ سے افتا کا کام شروع کیا اور ۸۷۲ھ سے املاء حدیث کی سعادت بھی حاصل ہو گئی۔

بارگاہ رسالت ﷺ سے "شیخ الحدیث و شیخ السنہ" کا اعزاز:

آپ نے دین اسلام کی حفاظت و صیانت اور استقامت علی الدین میں کوئی کسر باقی نہ رکھی، آپ کی خدمات جلیلہ بارگاہ رسالت ﷺ میں اس قدر مقبول ہوئیں کہ آقا کریم ﷺ نے، آپ کو اپنی زیارت کا شرف عطا کیا، شیخ علامہ زکریا بن شیخ محمد محلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ آرام کر رہے تھے، آپ بظاہر سو رہے تھے لیکن دل کی دنیا بیدار تھی، سرکار نے کرم فرمایا اور آپ کو خواب میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ نے آقا کی بارگاہ میں عریضہ پیش کیا کہ میں نے حدیث پاک کے متعلق ایک کتاب "جمع الجوامع" لکھنا شروع کیا ہے، اگر اذن عطا ہو تو اس میں سے کچھ پڑھ کر پیش خدمت کروں تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا: "هات يا شيخ الحديث" ہاں! ہاں! اے شیخ الحدیث! امام سیوطی فرمایا کرتے تھے کہ میرے لیے یہ بشارت و خطاب، دنیا کی تمام نعمتوں سے بالاتر ہے۔ [النور السافر عن اخبار القرن العاشر للعيدروسى ، ص : ٩١ ، دار صادر ، بيروت]

شیخ نجم الدین محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ [متوفیٰ:١٠٦١ھ] بیان کرتے ہیں کہ:

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو شیخ موصوف نے بعض احادیث مبارکہ کے بارے میں سرکار علیہ السلام سے دریافت کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "هات يا شيخ السنة"۔[الكواكب السائرة بأعيان المائة العاشرة للغزى]

تجدیدی کارنامہ:

آپ نویں صدی ہجری کے مجدد ہیں، اللہ رب العزت کے خاص فضل سے آپ کو متعدد علوم و فنون دسترس حاصل تھی؛ اس لیے آپ نے اپنی تمام تر توجہ تصنیت و تالیف میں

لگائی، جس کے سبب، متعدد علوم وفنون بلکہ ہر فن پر کتابیں معرض وجود میں آئیں، یہی آپ کی زندگی کا سب سے اہم کارنامہ ہے۔

آپ کی عمر مبارک جب چالیس برس کی ہو گئی تو آپ دنیا سے کنارہ کش ہو گئے اور دریائے نیل کے کنارے "روضۃ المقیاس" پر گوشہ نشیں ہوئے، اس نششت میں آپ دیگر صوفیا کی طرح صرف ذکر الہی میں مشغول نہیں رہے بلکہ ایسا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔

آپ اپنے علم وفضل کے سبب، خود کو نویں صدی ہجری کا مجدد خیال کرتے تھے، جیسا کہ"التنبئة بمن يبعثه الله على رأس كل مائة"میں لکھا ہے کہ:

جس طرح امام غزالی کو اپنے مجدد ہونے کا خیال تھا اسی طرح مجھے بھی امید ہے کہ میں بھی نویں صدی ہجری کا مجدد ہوں گا؛ کیوں کہ میں علم وفضل کے اعتبار سے بے مثال ہوں، میری تصنیفات سارے عالم میں پہنچ چکی ہے، ان کمالات میں میرا کوئی شریک نہیں۔

ایک اہم کارنامہ:

آپ کا ایک اہم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے آقا کریم ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے اثبات پر دلائل وبراہین کے انبار لگادیے اور اس عنوان پر ایک یا دو کتابیں نہیں بلکہ چھ چھ کتابیں تصنیف فرمائیں جو اپنے موضوع پر بے مثال ولاجواب ہیں، ان میں صرف والدین کریمین ہی کے ایمان کو ثابت نہیں کیا بلکہ سرکار علیہ السلام کا نور نبوت، حضرت آدم علیہ السلام سے

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ تک اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک جن جن اصلاب وارحام میں منتقل ہوتا رہا، سب کے ایمان کو ثابت فرمایا، ان کتابوں کے اسما درج ذیل ہیں:

(۱) مسالک الحنفا فی والدی المصطفیٰ ﷺ (۲) التعظیم والمنة فی أن أبوی رسول الله ﷺ فی الجنة (۳) الدرج المنیفة فی الآباء الشریفة (۴) نشر المنیفین فی أحیاء الأبوین الشریفین (۵) المقامة السندیة فی النسبة المصطفویة (٦) السبل الحلیة فی الآباء العلیة

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف:

امام اہل سنت، سیدی سرکار اعلیٰ حضرت "فتاویٰ رضویہ" میں لکھتے ہیں کہ:

خاتم حفاظ الحدیث، امام جلیل، جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، ۷۵ ربار بیداری میں، جمال جہاں آرائے حضور پر نور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے، بالمشافہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقیقات حدیث کی دولت پائی، بہت سی احادیث کریمہ کی، کہ طریقۂ محدثین پر ضعیف ٹھہر چکی تھیں، تصحیح فرمائی، جس کا بیان، عارف ربانی، علامہ عبد الوہاب شعرانی، قدس سرہ النورانی کی "میزان الشریعۃ الکبریٰ" میں ہے۔[فتاویٰ رضویہ، ج:۵، ص:۴۹۳، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن، لاہور]

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک دن، آپ کی تصانیف کا ذکر ہو رہا تھا تو انھوں نے فرمایا کہ:

امام سیوطی کو ہر روز، عالم بیداری میں، سرورِ عالم ﷺ کی زیارت ہوتی تھی، اور وہ نماز صبح کے بعد، خلوت سے اس وقت تک باہر نہیں آتے تھے جب تک انھیں، یہ نعمت حاصل نہیں ہو جاتی۔ [خلاصۃ الفوئد، ص:۵۲، مطبوعہ: ضیاء القرآن، لاہور]

تیرہویں صدی ہجری کے مجدد، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

شیخ عبد القادر شاذلی نے، کسی شخص کی، سلطان قایتبای کے یہاں شفارس کے لیے، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا، تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

اے میرے بھائی! مجھے اب تک حالت بیداری و خواب دونوں میں، تقریباً ۷۵ر مرتبہ، جمال جہاں آرائے مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو چکا ہے، اگر مجھے اس سعادت سے محرومی کا خوف نہ ہوتا تو میں تمھارے ساتھ خود، سلطان کے قلعے میں جا کر، اس بارے میں سفارش کرتا، لیکن میں خادمین حدیث رسول ﷺ میں سے ہوں، مجھے محدثین کرام کی ضعیف شمار کردہ احادیث کی تصحیح کے لیے، اس زیارت کی سعادت کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس بات میں کوئی شک تک نہیں کہ تمھارے نفع سے، یہ نفع زیادہ قیمتی ہے۔ [سعادت الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین للنبہانی، ص:۴۳۸، دار الفکر، بیروت]

رشحات قلم:

آپ کو تصنیف و تالیف میں کافی دل چسپی تھی، آپ نے مختلف علوم و فنون میں طبع آزمائی فرمائی، آپ کی کتابوں کی تعداد تقریباً چھ سو ہے، علامہ عیدروس اور زرکلی نے تصنیفات کی تعداد چھ سو لکھی اور ابن عماد نے پانچ سو سے زائد لکھی، چوں کہ تعداد کتب کے متعلق

روایات مختلف ہیں؛ اس لیے بہتر ہے کہ "حسن المحاضرۃ" کی جانب رجوع کیا جائے، آپ "حسن المحاضرة" میں لکھتے ہیں:

"شرعت فی التصنیف فی سنة ست وستين وبلغت مؤلفاتی إلى الان ثلاث مائة كتاب سوى ما غسلت و رجعت عنه " ۔ [حسن المحاضرة]

"میں نے ٦٦ھ سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا اور اب تک میری کتابوں کی تعداد تین سو تک پہنچ چکی ہے، یہ تعداد ان کتابوں کے علاوہ ہے جس کو میں نے دھو دیا [ضائع کر دیا] اور جن سے میں نے رجوع کر لیا"۔

آپ نے "حسن المحاضرة" نامی کتاب، وفات سے بارہ سال قبل تصنیف فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ تین سو کی تعداد، آپ کی گوشہ نشینی کے نصف اول میں مکمل ہو گئی تھی؛ اس لیے زیادہ قرینہ قیاس یہی ہے کہ کتابوں کی تعداد چھ سو کے قریب ہے؛ کیوں کہ آپ دریائے نیل کے کنارے "روضۃ المقیاس" میں بیس سال تک گوشہ نشین رہ کر صرف تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔

آپ کی کچھ معروف تالیفات درج ذیل ہیں:

فن تفسیر و قراءت:

(١) مراصد المطالع فی تناسب المقاطع والمطالع (٢) مجمع البحرين و مطلع البدرين فی التفسير (٣) مفاتح الغيب فی التفسير (۴) شرح الإستعاذة والبسملة (۵) الألفية فی القراءات العشر (٦) معترك الأقران فی مشترك القرآن

فن حدیث:

(١) كشف المغطى فى شرح الموطا (٢) كشف التلبيس عن قلب أهل التدليس (٣) القول المختار فى الماثور من الدعوات والأذكار (۴) كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة (۵) الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج (٦) مرقاة الصعود إلى سنن أبى داؤد (٧) التهذيب فى الزوائد على التقريب (٨) النكت البديعات على الموضعات (٩) شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور (١٠) تخريج أحاديث الصحاح يسمى فلق الصباح

فن فقہ:

(١) مختصر الروضة يسمى القنية (٢) الورقات المقدمة (٣) حاشية على القطعة للاسنوى (۴) جمع الجوامع (۵) الجامع فى الفرائض (٦) زوائد المهذب على الوافى

فنون عربیہ:

(١) شرح ألفية إبن مالک (٢) الفريدة فى النحو والتصريف والخط (٣) المصاعد العلية فى القواعد النحوية (۴) الأخبار المروية فى سبب وضع العربية (۵) الإقتراح فى أصول النحو و جدله (٦) شرح القصيدة الكافية فى التصريف

فن اصول وبیان وتصوف:

(١) الكوكب الساطع فی نظم جمع الجوامع (٢) شرح أبيات تلخيص المفتاح (٣) البديعية و شرحها (۴) المعانی الدقيقة فی إدراک الحقيقة (۵) الخبر الدال علی وجود القطب والأوتاد والنجباء والأبدال (٦) مختصر الاحياء

فن تاریخ وادب:

(١) تاريخ الخلفاء (٢) ياقوت الشماريخ فی علم التاريخ (٣) تحفة الظرفا بأسماء الخلفا (۴) ترجمة النووی (۵) ترجمة البلقينی (٦) مختصر معجم البلدان (٧) تاريخ العمر وهو ذيل علی انباء الغمر

مختلف موضوعات ومسائل:

(١) فضل الكمال فی حكم السلام (٢) نتيجة الفكر فی الجهر بالذكر (٣) الجواب الحاتم عن السوال الخاتم (۴) المصابيح فی صلاة التراويح (۵) فصل الكلام فی ذم الكلام (٦) تقرير الإسناد فی تيسير الإجتهاد

وفات:

علوم و فنون کا یہ آفتاب و ماہتاب پوری دنیاے اسلام میں اپنی روشنی بکھیرتا ہوا ۱۹؍جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ، بروز جمعہ کو غروب ہو گیا، إنا لله وإنا إليه راجعون ۔

جنازے میں لوگوں کا زبردست ہجوم تھا، آپ نے ۶۳؍سال کی عمر مبارک پائی، باب قرافہ کے باہر، خانقاہ قوصون کے جوار میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ سات دنوں تک ہاتھ کے ورم میں مبتلا رہے، یہی آپ کی وفات کا سبب بنا۔

جامع اموی دمشق میں ۸؍رجب ۹۱۱ھ میں غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کی گئی۔

نوٹ:

اس مضمون کی تیاری میں درج ذیل کتابوں سے بطور خاص مدد لی گئی ہے:

(۱) رسائل امام سیوطی (۲) تذکرۂ مجدد دین اسلام از طلبہ جامعہ اشرفیہ

۲۷/ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ عبدالماجد قادری

۱۰/ اگست ۲۰۱۹ء دارالعلوم فیض رضا، شاہین نگر، حیدرآباد